اشتہارات اور ڈاکٹروں وکمپیوٹروں اور عورتوں کی جماعتیں بنا بنا کر ہر بستی، ہر گاؤں، ہر محلہ میں پھرانے اور ہر شہر میں گاڑی پر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اعلان کرنے وغیرہ پر جو خطیر رقم خرچ ہوتی ہے، اس کا تخمینہ لگانا بھی مشکل ہے۔حالانکہ مسلمانوں کے ساتھ امریکہ ومغرب کی دشمنی اب ساری دنیا میں روز روشن کی طرح عیاں ہے، اور دنیا میں کوئی ملک اپنے دشمن کے مفاد میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرتا، تو کیا امریکہ ویورپ اس قدر بے تحاشا رقم اپنے دشمن (مسلمانوں) کے مفاد میں خرچ کریں گے؟ ہرگز نہیں۔اس لیے یہ پولیو کے قطرے نہیں؛ بلکہ یقیناً ضبطِ تولید کے قطرے ہیں۔

۵۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ پولیو جیسی نادرالوقوع بیماری کے لیے اتنے زوروشور سے مہم چلائی جارہی ہے؛ جبکہ ملیریا بخار، یرقان، ٹی بی اور کینسر وغیرہ زیادہ خطرناک اور کثیرالوقوع بیماریوں کے لیے کچھ نہیں کیا جاتا!! اگر اس میں کوئی راز ہے تو یہی ہے کہ اگر ان کثیرالوقوع بیماریوں کے نام سے بانجھ کی دوائی پلائی جائے تو لوگ ایک دو سالوں کے اندر ہی ولادت اطفال میں کمی محسوس کریں گے، دوسرے یہ سوال بھی اٹھائیں گے کہ اتنی تیز مہم کے باوجود ان بیماریوں میں کمی واقع نہیں ہوئی۔ اور پولیو چونکہ پہلے سے ناپید ہے، اس لیے لوگوں کی توجہ اس طرف نہیں ہوگی۔اگر ہو بھی گئی تو ہم خوب پروپیگنڈا کریں گے کہ پولیو کے قطرے سے خاطر خواہ کمی واقع ہوگئی ہے۔

۶۔ امریکہ ومغرب نے ایوب خان کے دور میں ''خاندانی منصوبہ بندی'' کے نام سے پاکستان میں ضبط تولید کی ایک مہم چلائی اور چند سال کے بعد سروے کیا تو نتیجہ مایوس کن ثابت ہوا۔اس پر انہوں نے مشورہ کیا کہ مسلمانوں میں ضبطِ تولید کی پلاننگ خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے ناکام ہے؛ اس لیے اب یہ کام کسی اور نام سے کرنا چاہیے۔چنانچہ انہوں نے ''پولیو قطرے'' کے نام سے یہ کام اتنے زوروں سے شروع کیا کہ مساجد کے ائمہ کو بھی اس مہم میں شریک کرکے مسجدوں کو بھی اس مہم کے لیے استعمال کیا گیا۔

۷۔ بعض حساس ڈاکٹر جو حکومت کے زیر اثر نہیں ہیں، خفیہ طور پر مسلمانوں کو سمجھاتے ہیں کہ یہ پولیو کے قطرے نہیں، بانجھ کے قطرے ہیں، اسی لیے ہم تو اپنے بچوں کو نہیں پلاتے، تم بھی نہ پلاؤ۔اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارا نام کسی کو مت بتاؤ، تاکہ امریکہ ومغرب کی ایجنٹ حکومت ہمیں کوئی تکلیف نہ دے۔

۸۔ پولیو کے قطرے کس ملک میں، کسی کمپنی میں، کس مادے سے بنتے ہیں؟ یہ بہت ہی خاص افراد کے علاوہ کسی کو پتہ نہیں۔اس لیے جن لوگوں کو یقین نہیں آتا کہ یہ بانجھ کے قطرے ہیں، تو وہ ان قطروں کو اعلیٰ مسلمان ماہرین سے جو حکومت کے زیر اثر نہ ہوں، ٹیسٹ کرالیں پھر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے؟ [بشکریہ: ماہنامہ نورعلیٰ نور کراچی رجب ۱۴۲۷ھ]

صریرِخامہ تبصرہ

والد کا پیغام اولاد کے نام

تصنیف: مولانا عبدالقیوم حقانی جزاہ اللہ خیر الجزاء ضخامت: 252 صفحات

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ KPK تبصرہ: ابو محمد عبدالوہاب خان

تعارف کے بعد محمد طیب فائق کی خوبصورت منظوم تقریظ لائق دید ہے۔

❁ صفحہ ۲۱: مصنف نے سورۃ الاخلاص کے ورد اور دعائے اخلاص کے ساتھ کتاب کو شروع کیا ہے۔ ضلالت، شبہات اور معصیت کو فروغ دینے والے مفکروں، ادیبوں اور شاعروں کو مال و متاع کے چوروں سے ''زیادہ خطرناک چور'' قرار دیا ہے، جو انسان کے دل و دماغ میں گھس کر اس کی نجابت و شرافت یعنی ''انسانیت'' کو چراتے ہیں۔ (ما شاء اللہ!)

❁ صفحہ ۲۴-۲۵: تربیت اولاد میں سختی کا نتیجہ بغاوت، ناز و نعم کا نتیجہ کمزوری ہے۔ دونوں کو ساتھ لے کر چلنے سے جرم پرورش پاتا ہے۔ (؟) محبت کے نام پر کسی [غلط] چیز کی طرف اس کی رہنمائی کرنا مہلک ہے۔ اولاد کا مصائب میں پھنسنے کی نسبت آپ کے سہارے عیش و عشرت میں ڈوبنا بہتر ہے۔ اسراف کرنے والی اولاد کے لیے مال نہ چھوڑیں، ورنہ آپ کی بدنامی اور بے عزتی ہوگی۔ عقل مند باپ اولاد کی خوبصورتی کے بجائے خوب سیرتی سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ کثرت اولاد کی خوشی بری تربیت سے غمی میں بدل جاتی ہے۔ نیک اولاد والد کو موت کے بعد نئی زندگی دیتی ہے اور بری اولاد جیتے جی موت۔ تعلیم و تربیتِ اولاد میں والدین کا جہاد ''جہاد فی سبیل اللہ'' سے بڑھ کر ہے۔ (ما شاء اللہ!)

التراث: فاضل مصنف نے اپنے بچپن کے واقعات و احوال جا بجا لکھے ہیں، جو انتہائی اندوہناک اور قابل رحم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ پر دونوں جہانوں میں رحمت فرمائے۔ آمین

التراث: تعجب ہے کہ فاضل مصنف نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھاتے ہوئے قرآن مجید کی مبارک آیات پیش نہیں کی ہیں۔ پچھلے تبصروں میں بھی گزر چکا ہے کہ ''احادیث نبویہ'' کے نقل اور حوالہ میں ضروری احتیاط کم ہی کرتے ہیں۔

❁ (صفحہ ۲۸) حدیث ''اتقِ شرَّ مَن أحسنتَ إلیہِ'' ''اس شخص کے شر سے بچو، جس پر تم نے احسان کیا ہے۔''

التراث: امام سخاویؒ (ت: ۹۰۲ھ) کہتے ہیں: ''مجھے اس مضمون کی کسی حدیث کا علم نہیں؛ بلکہ یہ سلفؒ میں سے کسی کا قول لگتا ہے۔'' [المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة ح: ٢٥]

❁ صفحہ۳۱: صحیح مسلم کی حدیث کے شروع سے "رَغم أنفه ثم رغم أنفه ثم" حذف کیا ہے۔

التراث: دیکھیے: [کتاب البر باب ۳ حدیث: ۱۰] اس اختصار سے رسول اللہ ﷺ کی تأ کید کا دو تہائی غائب ہو گیا!!

❁ صفحہ۳۲: حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ "ما مِن ولدٍ بارٍّ ينظرُ نظرةَ رحمةٍ إلا كتبَ اللهُ بكلِ نظرةٍ حجةً مبرورةً ، قالوا: وإن نظرَ كلَّ يومٍ مائةَ مرةٍ . قال: نعم، اللهُ أكبرُ وأطيبُ"

التراث: بلا حوالہ ترجمہ کر دیا ہے۔ حوالہ: [شعب الإیمان باب ۵۵ ح:۷۴۷۲ ۷۴۷۵، مشکوٰۃ ح:۴۹۴۴] عصر حاضر کے مشہور محقق علامہ البانی نے اس کو "موضوع" کہا ہے۔ [سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ح:۶۲۷۳] ممکن ہے فاضل مصنف شیخ البانی کے "غیر مقلد" ہونے کی وجہ سے ان کے حکم کو مسترد کر دے؛ لیکن لازماً خود کوئی تحقیق پیش کر کے اسے قابل استدلال ثابت کر دیتے تو بہتر ہوتا' تا کہ نبی اکرم ﷺ کی اس وعید شدید سے چھٹکارا مل جا‌ئے: "مَن حدَّث عني بحديثٍ يُرى أنه كذبٌ فهو أحدُ الكاذِبين" [صحيح مسلم مقدمة ، شرح النووی ۱/۶۲]

❁ حدیث انس رضی اللہ عنہ "إن العبدَ يموتُ والداهُ أو أحدُهما وإنه لهما لعاقٌّ فلا يزالُ يدعو لهما ويستغفرُ لهما حتّٰى يكتبَه اللهُ بارًّا" [شعب الإیمان ح:۷۵۲۳، مشکوٰۃ ۴۹۴۲، الموضوعات ۳/۸۸، اللآلی المصنوعة ۲/۲۹۷] التراث: ابن الجوزیؒ اور سیوطیؒ نے "موضوع" اور شیخ البانی نے "ضعیف" کہا ہے۔ اور عراقیؒ کے قول مرسلٌ صحيحُ الإسنادِ کی تردید کی ہے۔ [سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ح۹۱۵]

❁ صفحہ۳۵: فضلؒ بن یحیٰی نے جیل میں اپنے والدؒ کے لیے سردرات میں تانبے کے بھاری برتن میں پانی بھر کر رات بھر چراغ کے اوپر پکڑے رکھا، صبح والد صاحب اٹھے' تو وضو کے لیے گرم پانی تیار ملا۔ (ما شاء الله !)

التراث: اگلے روز جیل کے داروغے کو پتہ چلا' تو رات کو چراغ جلائے رکھنے سے منع کیا۔ اب فضلؒ نے پانی کا برتن بستر ے میں اپنے پیٹ سے لگائے رکھا، حتی کہ صبح پیارے باپ کو نیم گرم پانی مہیا کیا۔ [بر الوالدين لابن الجوزی]

❁ صفحہ۳۶: حدیث اشعری رضی اللہ عنہ : "اس عورت کی مغفرت کر دی گئی، جس نے دشمن کے حملے سے بچانے کے لیے اپنی معذور ماں کو پشت پر اٹھایا، تھکنے پر اسے دھوپ سے بچانے کے لیے اپنے نیچے چھپالیتی تھی۔" اس حدیث میں "تدعىٰ كذا و كذا" کا ترجمہ کیا ہے: (ایسا ایسا دعویٰ کرتی تھی)

التراث: راقم کے نزدیک اس کا ترجمہ یوں ہے: "اس کا نام ...... تھا۔" (شاید راوی نام بھول گیا، یا بتانا مناسب نہ سمجھا)

❁ صفحہ۳۷: حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ: "شرک، عقوق والدین اور جھوٹا دعوی کرنا' زنا، چوری اور نشہ بازی سے بڑے

گناہ ہیں۔" التراث: یہ حدیث المعجم الکبیر للطبرانیؒ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے آئی ہے۔ اوراس کے آخر میں ہے: "ألا وقولُ الزور" "خبردار! جھوٹا دعوی بھی (کبیرہ گناہ) ہے۔"

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: "عقوق والدین، شرک، قتل، بہتان، مال یتیم کھانا، جہاد میں بھاگنا اور سود خوری کبیرہ گناہ ہیں۔" التراث: یہ حدیث مجمع الزوائد میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

❁ "لا أقسم، لا أقسم" کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے: (میں قسم نہیں کھاتا۔)

التراث: راقم کے نزدیک اس لفظ کا ترجمہ ہے: "نہیں، میں قسم کھاتا ہوں" یہ لا زائد ہے یا کسی وہم باطل کی تردید، جس طرح سورۃ القیامۃ وغیرہ میں آیا ہے۔

❁ صفحہ ۳۸: حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: "شرک، عقوق والدین، قتل، جھوٹی قسم کبیرہ گناہ ہیں۔" (بخاری)

التراث: صحیح بخاری میں یہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[حدیث:٦٦٧٥، ٦٨٧٠، ٦٩٢٠]

❁ صفحہ ۳۹: حدیث سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ: "دائمی شرابی، عاق اور دیوث پر اللہ نے جنت حرام کی۔"

التراث: یہ حدیث مسند احمد میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (بن الخطاب) سے روایت ہے۔[حدیث: ٥٣٧٢، ٦١١٣]

❁ صفحہ ۴۰: حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: "بغاوت، عقوق والدین، قطع رحم، زنا اور متکبر جنت کی خوشبو ہی نہیں سونگھے گا۔" (حوالہ: ماہنامہ الحسن) التراث: یہ المعجم الأوسط للطبرانی [٦/١٨] میں ہے۔ اور اسے شیخ البانی نے "ضعیف جدًا" کہا ہے۔[الترغیب والترھیب ح:١٢٤٥]

❁ صفحہ ۴۱: حدیث سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ: "شرک، عقوق والدین اور جہاد سے بھاگنے جیسے گناہوں کے ساتھ کوئی بھی عمل فائدہ نہیں دیتا۔" التراث: شیخ البانی نے "ضعیف جدًا" کہا ہے۔[الضعیفۃ ح:١٣٨٤]

❁ صفحہ ۴۳: حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: "اطاعتِ والدین پر جنت کے دروازے کھلتے ہیں۔ والدین ظلم کریں، تب بھی ان کی اطاعت کرنا چاہیے۔" التراث: شیخ البانی نے کہا: "موضوع" [سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة ح:١٢٧١] اور مشکاۃ میں "ضعیف جدًا" کہا ہے۔[تخریج مشکاۃ ح:٤٩٤٣]

❁ صفحہ ۴۶-۴۷: حدیث سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ: "ماں کا نافرمان، نمازی ہونے کے باوجود موت کے وقت کلمہ نہ پڑھ سکا، جب تک ماں نے اسے معاف نہ کیا۔" التراث: شیخ البانی: اس کا راوی فائد متروک ہے۔[مجمع الزوائد حدیث: ١٣٤٣٣] یعنی یہ حدیث "ضعیف جدًا" ہے۔

❁ صفحہ ۴۸: حدیث سیدنا سہل بن معاذ ﷺ: "والدین سے بری، نمک حرام اور اولاد سے بری ہونے والے سے اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام، نظر رحمت اور تزکیہ نہیں کریں گے۔"[رواه البيهقي والطبراني في شعب الإيمان]

التراث: صحیح حوالہ:[رواه البيهقي في شعب الإيمان حديث ۷۵۰۳، والطبراني في المعجم الكبير حديث: ۴۳۷]

❁ صفحہ ۴۹: حدیث سیدنا انس بن مالک ﷺ: "والدین کی رحلت کے بعد مستقل استغفار و دعا کرنے والا زندگی میں عاق تھا، تب بھی اسے فرمانبردار لکھا جاتا ہے۔" التراث: اسے شیخ البانی نے "موضوع" کہا ہے۔[مشكاة ۴۹۴۲]

❁ صفحہ ۵۱: حدیث مسور بن مخرمہ ﷺ "فاطمة بضعةٌ مِني فمَن أغضبَها أغضبَني" کا حوالہ؟

التراث: یہ حدیث "متفق علیہ" ہے۔[صحيح البخاري حديث ۳۷۱۴، صحيح مسلم حديث ۲۴۴۹]

❁ صفحہ ۵۶-۵۷: حدیث حضرت ابوذر ﷺ: "خبردار! اہل بیت کی مثال کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے۔"

التراث: یہ حدیث المعجم الكبير والأوسط والصغير، مسند البزار، المستدرک وغیرہ میں متعدد صحابہ سے مروی ہے۔ مگر اکثر اسانید میں "ضعيف جدًا" راوی ہیں۔ شیخ البانی نے کمزور قرار دیا ہے۔ [الضعيفة حديث: ۴۵۰۳]

❁ صفحہ ۶۰: فضائل اہل بیت کی احادیث بیان کر کے فاضل مصنف کہتے ہیں: "اہل بیت کے یہ مناقب و فضائل اور یہ رفعتِ مقام! جو بھی حضور اقدس ﷺ کا امتی اور حضور ﷺ کے علوم کا وارث و امین ہوگا، وہ حضور ﷺ ہی کی اتباع اور احیاء سنت میں اپنی اولاد کو بھی عظمتِ مقام، رفعتِ شان اور درجات عالیہ تک پہنچانے کے لئے بے قرار رہے گا۔"

التراث: اتباع رسول ﷺ اور احیاء سنت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں حتی الوسع کوشش و محنت کریں اور اس میں کامیابی کے لیے اللہ پاک سے دعا بھی کرتے رہیں، جیسے کہ سورة الفرقان (۷۴) وغیرہ میں ہے۔

فضائل اہل بیت کی صحیح احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ ہم درجہ بدرجہ ان کے ساتھ رضائے الٰہی کی خاطر شرعی محبت کریں، ان کا احترام کریں، ان کے بلند مقام کی طرف نظر نہ اٹھائیں اور عملی زندگی میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

❁ صفحہ ۶۰-۶۱: حضور اقدس ﷺ نے اہل بیت کو "ثقل" [میں] قرآن کے ہم مثل قرار دیا ہے اور یہ ثقل اس وقت معتبر ہوگا جبکہ دونوں ترازو کے پلڑوں میں ایک دوسرے کے ہم وزن ہوں۔ التراث: اس بات کی تردید میں وہ حدیث صریح ہے، جسے فاضل مصنف نے صفحہ ۵۹-۶۰ پر بیان کیا ہے: "أحدُهما أعظمُ من الآخر"[حسنه الترمذي]

❁ صفحہ ۷۳: حدیث "لينتهينَّ أقوامٌ يفتخرونَ بآبائِهم الذين ماتوا! إنما هم فحمُ جهنمَ أو ليكوننَّ أهونَ على اللهِ مِن الجُعَلِ الذي يُدَهْدِهُ الخُرْأَ بأنفه، إنّ اللهَ قد أذهبَ عنكم عُبِّيَّةَ الجاهليةِ وفخرَها

بالآباءِ، إنما هو مؤمنٌ تقيٌ وفاجرٌ شقيٌ، والناسُ كلهُم بنو آدمَ وآدمُ مِن ترابٍ" کا ترجمہ:

لوگ اپنے مردہ آباؤاجداد پر فخر کرنے سے باز آ جائیں، وہ تو جہنم کے کوئلے ہیں یا پھر اللہ کے ہاں اس سیاہ کیڑے سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں گے جو اپنے ناک کی گندگی صاف کرنے کے لئے حرکت دیتا ہے، بلاشبہ اللہ نے تمہارا دورِ جاہلیت کا تکبر اور آباؤاجداد کے ساتھ فخر کرنا ختم کر دیا ہے، وہ (فخر کرنے والا) یا تو مؤمن پرہیزگار ہے یا بدبخت گنہگار، تمام لوگ آدمؑ کے بیٹے ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے۔

التراث: اس حدیث کا ترجمہ: "لوگوں کو ضرور بضرور اپنے فوت شدہ آباؤاجداد پر فخر کرنے سے باز آنا پڑے گا، وہ تو دوزخ کے کوئلوں کے سوا کچھ نہیں، یا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یقیناً گبریلے سے ذلیل تر ہیں، جو نجاست کو اپنی ناک سے لڑھکاتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کا نخرہ اور باپ دادوں کے فخر کو ختم کر دیا ہے۔ انسان (کی دو قسمیں ہیں:) پرہیزگار مؤمن ہے یا بدبخت گنہگار۔ اور سارے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں۔"

❁ صفحہ ۸۴: "فروغ علم وادب کے تین راستے"......

التراث: آگے تفصیل میں یہ راستے نمایاں نہیں ملتے۔ البتہ "ایک نمایاں راستہ" ان الفاظ میں ملتا ہے: ❁ سلف کا اختلاف مکابرہ، مجادلہ، عصبیت یا خواہش نفسانی پر نہیں بلکہ مبنی بر تحقیق تھا، وہ لوگ دین کے بارے میں بڑے متقی، متدین اور محقق تھے، ہر علم، ہر مسئلہ اور ہر حکم میں وہ ہمیشہ اتباعِ حق کو ملحوظ رکھتے تھے، خلف کی کتابوں میں یہ چیز کم نظر آتی ہے۔ **ما شاء اللہ!**

التراث: شاہ ولی اللہؒ نے ان دونوں کا فرق چوتھی صدی ہجری بیان کیا ہے، جس کے بعد تقلید کا دور شروع ہوا۔ [حجة الله البالغة] فاضل مصنف کے بیان کردہ اوصاف میں سے تقویٰ کی صفت میں سارے مسلمان مختلف معیاروں پر ہیں؛ البتہ علمی تحقیق کرنے اور عصبیت و خواہش نفسانی سے پاک ہونے میں الحمدللہ "اہل حدیث" تمام فرقہ پرستوں میں نمایاں ہیں۔ ہم "غلط" کو ترک کرنے اور "صحیح" کو قبول کرنے کے لیے بالکل سلف صالحینؒ کی طرح تیار ہیں۔

❁ صفحہ ۸۹: **نشره ولدا صالحا** التراث: یہاں ایک حرف ساقط ہے: **نشره أو ولدا صالحا**

❁ صفحہ ۹۱: **وما ينوى** التراث: صحیح لفظ: **وما سوى** ہے۔

❁ صفحہ ۹۸: اس کے شرکاء کو اس سے اندازہ نہیں ہوتا التراث: صحیح: اس کے شرکا اسے اندازہ نہیں ہوتا۔

❁ صفحہ ۱۰۱: بعض تبصرہ نگاروں نے اعتراضات بھی کئے ہیں اور بعض جرائد نے ان کے اعتراضات کو چھاپ بھی دیا ہے، لیکن میں نے جب ان کے اعتراضات پر غور کیا تو وہ بھی محض معاصرت، اتحادِ وطن اور تحاسدِ باطن کے باعث ہے۔

التراث: الحمد للہ مجلّہ التراث کا تبصرہ تو پوری کتاب کو پیار سے پڑھ کر مزید بہتر بنانے کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ فاضل مصنف کی وسعت ظرفی نے اس پر آمادہ کیا ہے، ورنہ عرق ریزی کی زحمت ہرگز نہ کرتے۔

❁ صفحہ ۱۲۰-۱۲۱: "ایک مبارک خواب" مولانا نانوتویؒ نے خواب میں اپنے آپ کو "اللہ تعالیٰ کی گود میں" دیکھا تھا۔ پھر مولانا حقانی نے بھی خواب میں "اللہ تعالیٰ کا ہاتھ" دیکھا۔

التراث: اللہ تعالیٰ کے "دو ہاتھ" قرآن وحدیث میں ثابت ہیں، لیکن "گود" کا کوئی ثبوت نہیں۔ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے تمام ثابت اوصاف کو امام طحاویؒ کے متن عقائد اور امام ابن ابی العزحنفیؒ کی شرح کے مطابق بلا تأویل ماننے والے ہوتے تو شاید اس خواب کی کوئی توجیہ ہو سکتی۔ آج کل اکثر موحد دیوبندی حضرات بھی عقیدہ نسفیہ وغیرہ کے تحت ان صفات میں تأویل کرتے ہیں، تو ان کے یہ خواب "مبارک" کے بجائے "مباک" ہی ہو سکتے ہیں!

❁ صفحہ ۱۵۳-۱۵۵: "ایک مقام جہاں انسان کو ٹھوکر لگ رہی ہے" کتاب الٰہی اور سنت نبوی کے حجت شرعی ہونے کا اٹل اصول بیان کرنے کے بعد مانعین زکاۃ سے جنگ کے سلسلے میں حضرت عمرؓ کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ کے نظریے کو قبول کرنے کو ایک "نئی حجت شرعی" قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: "اپنے زمانے میں سب سے بڑھ کر علم، تقوی، زہد اور فہم وفراست والی ممتاز شخصیت جس کا زمانہ زمانہ نبوت سے قریب مشہود لھا بالخیر ہو، وہ اگر کسی نص کا معارضہ اپنی رائے سے پیش کرے، تو اس کی رائے بھی حجت ہے، اگر چہ وہ دلیل کا جواب دلیل کے بجائے اپنی رائے سے دیتا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو جنگ پر مطمئن کر دیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی حق ہے۔" پھر اس "اصول" کی بنیاد پر بیس رکعات تراویح وغیرہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

التـــراث: حضرت عمرؓ کا تراویح بیس رکعات مقرر فرمانا اختلافی مسئلہ ہے۔ آپ بیس رکعات تراویح خلوص سے پڑھیں؛ لیکن دین اسلام میں کوئی "نیا اصول" بنانے کی زحمت نہ فرمائیں۔ تکمیل دین کی بشارت الٰہی کے بعد نئے "اصول" ایجاد کرنے کے بجائے نصوص شرعیہ کے ذریعے مسائل کو سمجھنے کی پر خلوص کوشش کرنا ہی حق کے قریب ترمنہج ہے۔ مثال کے طور پر مذکورہ بالا مسئلے میں ہمیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ باقاعدہ "شرعی نصوص" سے استدلال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دیکھیے صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۴۰۰، ۶۹۲۵، ۷۲۸۵ اور صحیح مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر ۳۲ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دلیل: "واللّٰہِ لأقاتلنَّ مَنْ فرَّقَ بینَ الصلاۃِ والزکاۃِ" حضرت عمر فاروقؓ کے لیے یہ الفاظ بالکل واضح ہیں، جس طرح ایک طالب علم کو مصحف شریف تھما کر سورۃ البقرۃ، النساء، المائدۃ، التوبۃ، الأنبیاء، الحج،

النور، النمل، لقمان، الأحزاب، الجاثیة، المجادلة، المزمل اور البینة سے وہ (۲۴) آیتیں پڑھائی جائیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے "الصلوٰة" اور "الزکوٰة" کا ایک ہی آیت میں ساتھ ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

نیز اسی روایت سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تارکِ نماز کے قتل میں اصحاب کرام ﷺ کے مابین کوئی اختلاف نہ تھا، جیسے کہ متعدد آیات اور احادیث کی روشنی میں امام مالکؒ، شافعیؒ اور احمدؒ سمیت جمہور علمائے اسلام کا مذہب ہے۔

گویا صدیق ﷺ فرماتے ہیں: "اے فاروق ﷺ! جس طرح ہم دونوں شرعی دلائل کی روشنی میں تارکِ صلاۃ کے قتل پر متفق ہیں، اسی طرح منکرِ زکاۃ بھی واجب القتل ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ان دونوں ارکان کو درجنوں بار ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا ان دونوں کے منکر کی شرعی حیثیت بھی ایک جیسی ہے۔" اسی "استدلال" پر یقین و پختگی دیکھ کر فاروق ﷺ مطمئن اور قائل ہو جاتے ہیں۔ پھر اس پر اجماع صحابہؓ بھی منعقد ہوا ہے، جو کہ ایک "حجت شرعی" ہے۔

❁ صفحہ ۱۸۴-۱۸۵: "دین کی تجدید کرنے والے" فاضل مصنف کو دنیا بھر میں پندرہویں صدی کا مجدد کہیں نہیں ملا، تو پاکستان کے بعض نمایاں حنفی مدارس کو "من حیث الجماعت" مجددِ دین سمجھ لیا۔

التراث: کیا "امت" سے نبی کریم ﷺ کی مراد صرف "پاکستان کے دیوبندی" ہیں؟!! اگر جہاندیدہ مصنف وسعتِ فکر و نظر کے ساتھ کسی ایسی شخصیت کو ڈھونڈتا' جو دنیا کے تمام فرزندانِ توحید کو 'امت واحدة'' سمجھ کر' بلا تعصب علمی تحقیق اور دعوت و تبلیغ کے ذریعے امت کو فرقہ واریت اور عصبیت ترک کرنے اور عقائد، عبادات اور معاملات' غرض تمام مراحل زندگی میں کتاب الٰہی اور سنت نبوی کی اتباع کرانے اور فقہائے اسلام کے اختلافی مسائل میں صرف "میرٹ" کی بنیاد پر ترجیح دینے کی کامیاب کوشش کر رہی ہو، تو عین ممکن تھا کہ گوہرِ مقصود کا سراغ مل جاتا۔ پھر اگر آپ کی نگاہ میں کوئی نہ بھائے' تب بھی یہ نتیجہ نکالنا محل نظر ہے کہ موجودہ صدی میں کوئی بھی شخص مجددانہ اوصاف نہیں رکھتا۔ واللہ أعلم

❁ صفحہ ۱۹۸-۱۹۹: ایک مالدار مرید نے مسجد بنانے کے لیے تعاون نہ کیا۔ پھر فاضل مصنف کے توبہ کرنے پر ایک غریب، فقیر، مسکین، مزدور کار نے سولہ لاکھ روپے مہیا کر دیے۔ التراث: یہ معمہ سمجھ میں نہیں آیا۔

❁ صفحہ ۲۰۲: مفید نصائح اور آداب کے لیے کتب احادیث سے "کتاب الرقاق" کا روزانہ یا ہفتہ وار مطالعہ کرتے رہو، اگر نہ ہو سکے تو کم از کم ماہوار مطالعہ ضرور کرو، اس سے زیادہ تأخیر کرنے میں قساوت قلب اور غلبہ معاصی کا خوف ہے۔ (ما شاء اللہ! اللھم وفقنا بالعمل به، آمین)

❁ صفحہ ۲۰۶: "قضاء و قدر کے مربوط سلسلے" احقر روزِ اول سے اتفاقات کی منطق کا قائل نہیں...... بلکہ قدرت کا